NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

تدریس میں اسلوبِ سوال کی اہمیت: تعلیمات قرآنی اور معاصر تدریسی حکمت عملیوں کا تجزیاتی مطالعہ

The Importance of Questioning in Teaching: An Analytical Study of Qur'anic and Contemporary Teaching Strategies

Mukhtar Ahmad
Research Scholar MPhil, Riphah International University Islamabad
Email: qareeahmad@gmail.com
Dr. Abdul Razaq Khan
Senior Lecturer Department of Islamic Studies, Riphah International University Islamabad
Email: arazaq.fss@riphah.edu.pk

Abstract

The main difference between human and other living creatures is consciousness, awareness and knowledge. The transmission of this unique attribute of knowledge was initiated in the light of regular inspired instructions and it's continuation was based on teaching. The process of learning begins with the first step of a person in the world. His first teacher is his mother, who guides him in a different way. A particularly overused style among these approaches is the questioning style, which is used by mother and child.

The process of transferring knowledge and skills to the student is called teaching. Which means to write, read, to teach or to develop the ability of skills, sciences and arts. In the popular sense, teaching is said to be a process in which the teacher teaches the students or imparts any knowledge or skill to them. According to some people, the process of developing self-respect and self-confidence in students by developing their abilities and preparing them to solve the problems faced as a successful and responsible citizen and to be ready to adapt to the environment is called teaching.

For a man to fulfill his duties as the Khalifa of Allah Almighty on earth, commitment to education in the light of the divine instructions is very important and to fulfill this need, Allah Almighty has prescribed in his last and preserved book, Quran Majeed, by all aspects of life and especially preaching, teaching. The basic principles of preaching, reforming and teaching have been explained. In these teaching styles, questions and their manners are also characteristically adopted, from which the importance of the said styles can be estimated.

Questioning style is also used in modern teaching at large due to several reasons. Nowadays, the involvement of question style in the teaching of schools, colleges and universities are taking much concentration. There are similarities and differences in many respects between Quranic style and contemporary questions. It is necessary to include the Quranic teaching principles in contemporary teaching principles due to more breadth and depth. Therefore, the scholars in this regard should look at such topics and present their recommendations to the people involved in teaching.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
28-12- 2024
Revised:
30-12- 2024
Accepted:
10-01- 2025
Online:
03-02- 2025

Keywords: Teaching, Question Style, Quran, Contemporary Teaching.

I. موضوع کا تعارف

انسان اور دیگر جاندار مخلوقات میں بنیادی فرق شعور، آگہی اور علم کا ہے۔ تخلیق انسانی کے مقصد، مراحل اور مشن کو بیان کرنے والی سچی کتاب قرآن مجید سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے موجود بے شمار مخلوقات کے ہوتے ہوئے تخلیق انسان کو باقاعدہ منصوبے اور دولت علم سے سرفراز کر کے نمایاں مقام دے کر سامنے لایا گیا۔[1] علم وہ بنیادی وصف ہے جس کی منتقلی کا باقاعدہ الہامی ہدایات کی روشنی میں آغاز اور اس کے تسلسل کا اہتمام کیا گیا۔ اس کی بنیاد تدریس پر رکھی گئی جس کو سب سے قدیم اور مشکل پیشہ، کام اور فریضہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں متعلم کے جسمانی، روحانی، ذہنی جملہ پہلوؤں پر نظر رکھی جاتی ہے اسے تمام پیشوں کی ماں کہا جاتا ہے[2]۔ انسان کے دنیا میں پہلا قدم رکھنے سے ہی اس کے سیکھنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا اوّل مدرس اس کی ماں ہوتی ہے جو گود سے ہی مختلف انداز میں اس کی رہنمائی کر رہی ہوتی ہے۔

معلم کا اپنے علم و فن کو طالبعلم کی طرف منتقل کرنے کا عمل تدریس کہلاتا ہے۔ جو لغوی طور پر عربی کے لفظ "**درس**" سے ماخوذ اور باب تفعیل سے ہے[3]۔ اسی سے اسم فاعل "**مدرس**" بنتا ہے[4]۔ تدریس کے معنی لکھنا، پڑھنا پڑھانا[5]، سکھانا، درس دینا یا علوم و فنون کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ انگلش میں اس کے لئے Teaching کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ عرف کے لحاظ سے تدریس ایسے عمل کو کہا جاتا ہے جس میں معلم کا شاگردوں کو پڑھانا یا کوئی بھی معلومات یا مہارت ان تک پہنچانا ہو۔ عبد المجید ناسخ کے بقول

"تدریس وہ معاونت ہے جو طلباء کی استعداد کو ابھار کر ان میں عزت نفس اور خود اعتمادی پیدا کرے اسی طرح ان کو ایک کامیاب اور ذمہ دار شہری کی حیثیت سے پیش آنے والے مسائل کا حل کرنے اور ماحول میں بامراد مطابقت کے لئے مستعد کرے"[6]۔

احمد مختار تدریس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

تعلیم اور سیکھنے کے عمل کے میدان میں نفسیات کے تصورات کو تدریس کہتے ہیں۔[7]

بنی نوع انسان کا زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہونے کی حیثیت حاصل ہے اسے زندگی گزارنے کی خاطر الہامی ہدایات کی روشنی میں تعلیم سے وابستگی انتہائی ضروری ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور قیامت تک محفوظ کتاب مجید میں تمام شعبہ حیات اور بالخصوص وعظ، تعلیم، تبلیغ، اصلاح اور تدریس کے بنیادی اصول بیان فرما دیئے ہیں۔ جن کی روشنی میں ہمیں بڑے پیمانے پر تدریس کے مختلف اسالیب کے بارے میں بھی واضح رہنمائی ملتی ہے۔ تاکہ ہر انسان کو اس کی استعداد کے مطابق احکامات کی تفہیم حاصل ہو اور وہ خوبصورت بامقصد زندگی گزار سکے۔ ان تدریسی اسالیب میں سوال اور ان کے آداب کو بھی خصوصیت کے ساتھ اپنایا گیا ہے جس سے مذکورہ اسلوب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلوب سوال قرآن میں جابجا مختلف پیراؤں میں ملتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانوس کرنے کی خاطر سوالیہ انداز میں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا تِلۡكَ بِيَمِينِكَ يَٰمُوسَىٰ[8]

"اے موسیٰ! یہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟"

اس آیت کریمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کرنے کی یہ حکمت تھی کہ ان کو تنبیہ اور مانوس کیا جا سکے تاکہ جب وہ عصاء سانپ کی شکل اختیار کرے تو آپ کو معلوم ہو جائے وہ ایک معجزہ ہے[9]۔ اور وہ اس سے خائف نہ ہوں۔ اسی طرح کہیں کلام میں تاکید پیدا کرنے[10]، نعمت کی یاددہانی[11]، قدرتی مناظر کی جانب توجہ[12]، مسلّم حقائق کو بیان کرنے کے لئے بھی سوالیہ طریق کو اختیار کیا گیا ہے۔[13]

سوال وہ آلہ ہے جو نئے خیالات کو دریافت کرنے، ارد گرد کے ماحول اور متعدد موضوعات کو سمجھنے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔یہ بات واضح ہے کہ انسان کے اکتسابِ علم کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ سوال کرنا بھی ہے جس کی بدولت وہ بہت سی ایسی چیزوں کے متعلق بھی آگاہی حاصل کر سکتا ہے جن کے بارے میں وہ اس سے قبل نہیں جانتا تھا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر سوالیہ انداز اختیار فرماتے ہوئے کلام کیا ہے جیسے نبی کریم ﷺ کو مخاطب فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"أَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ۔"[14]

"کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا۔"

اسی طرح قیامت کی ہولناکی بیان فرماتے ہوئے سوال کیا:

"وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلۡفَصۡلِ"[15]

"اور آپ کیا سمجھے کہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟"

اسی طرح سجین کا ذکر کرتے ہوئے سورہ المطففین:8[16]، علیین کا ذکر کرتے ہوئے سورہ المطففین:19[17] میں بھی یہ ہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔عقائد کی جانب ترغیب دلانی ہو[18] یا عبادات کا ذکر کرنا ہو[19] اللہ تعالیٰ نے جابجا اسلوب استفہام کو استعمال فرمایا ہے جو اس اسلوب کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے۔اسی وجہ سے آپ ﷺ اپنی بات سمجھانے کی خاطر اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سوال فرمایا کرتے تھے اور جواب دینے والے اصحاب کی حوصلہ افزائی فرماتے اور انہیں دعاؤں سے بھی نوازتے تھے۔سوال کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"العِلْمُ خَزَائِنٌ وَمِفْتَاحُهُ السُّؤَالُ فَسلُوا رَحمَكُمُ اللهُ فَإِنَّهُ يُؤْجَرُ فيه أَرْبَعَةُ السَّائِلُ وَالعَالِمُ وَالمستَمِعُ وَالمحِبُّ لَهُمْ"[20]

"علم خزانہ ہے اور سوال کرنا اس کی چابی ہے، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے سوال کیا کرو کیونکہ اس میں چار لوگوں کو ثواب ملتا ہے سائل، مسؤل، سننے والا اور محبت کرنے والا۔"

مذکورہ حدیث سے سوال کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر ایک فرد کسی بات کے متعلق پوچھتا ہے تو محض اس کو ہی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ مزید تین لوگ اور بھی مستفید ہوتے ہیں۔

عصری طرز تدریس میں بھی متعدد وجوہات کی بنا پر اس اسلوب کو اختیار کیا جاتا ہے۔ جیسے انسان فطری طور پر بہت دیر تک ایک ہی بات سننے سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے اور کچھ دیر بعد اس بات یا موضوع سے عدم دلچسپی پیدا ہونے لگتی ہے تو یہی مسئلہ تدریس کے ساتھ بھی ہے۔اس لیے دوران تدریس طلباء کو متوجہ کرنے کی خاطر بر موقع سوالات کا سلسلہ انہیں دوبارہ کلاس میں ذہنی طور پر حاضر کرنے کا موثر سبب بن سکتا ہے۔اسی طرح طالب علم کو سوال کے ذریعے درس میں شریک بھی کر سکتے ہیں۔[21] اور تمام طلباء کو بھرپور انداز میں معلم کی جانب راغب بھی کیا جاسکتا ہے نیز اساتذہ بچوں کی کارکردگی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں اور اہم نکات کی جانب طلبہ کی توجہ مبذول کرانے کی خاطر بھی یہ اسلوب معاون ثابت ہو سکتا ہے۔دور حاضر میں سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کی تدریس میں بھی اسلوبِ سوال کا غیر معمولی دخل ہے۔جسے ہر سطح کے طلباء کے سامنے پیش کر کے ان کی قوت فکر میں بیداری، دلچسپی اور رغبت پیدا کی جاسکتی ہے۔

چونکہ تعلیم وہ بنیادی حق ہے جو انسانی ترقی میں کلیدی حیثیت کا حامل ہے اور اس کے ذریعہ معاشرے کے افراد اپنی زندگی سنوار بھی سکتے ہیں اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل بھی تیار کیا جاسکتا ہے۔ نیز تعلیم کے ذریعہ انسان اپنی ثقافت، تاریخ اور اردگرد کے ماحول کے متعلق آگاہی حاصل کرتے ہوئے بامعنی زندگی بھی گزار سکتا ہے، اس لیے تعلیم کے حصول کے لئے بنیادی ذریعہ تدریس ہے جس کی مدد سے مخاطب کے تجسس کو ابھارا جاسکتا ہے۔ دورانِ تدریس کئی سوالات طالبِ علم کے ذہن میں ابھرتے ہیں جن کے جواب کی تلاش میں وہ تحقیق کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس روش سے طالب علم کی ذہنی فکر کی تکمیل اور آزادانہ فیصلہ کرنے کی استعداد کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے[22]۔ تدریس کی بدولت انسان کو معیاری زندگی کے ہموار راستے میسر آتے ہیں اور وہ مستقبل میں آنے والے مسائل کے حل تلاش کرنے اور زندگی کے مختلف حالات میں فیصلے کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ نیز تدریس کے دوران استاد وقتاً فوقتاً طالب علم کی صلاحیتوں کا جائزہ لے کر ان کی اصلاح بھی کر سکتا ہے۔

مسلم مفکرین نے بھی تعلیم میں تدریس کی اہمیت کے پیش نظر اس فریضہ کے اسلوب بیان فرمائے ہیں۔ ابن خلدون رحمۃ اللہ نے جس طرح تعلیم کے نصاب کی اصلاح کے حوالہ سے بنیادی ضوابط بیان کئے ہیں اسی طرح اسلوب تدریس کو طلباء کی نفسیات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے بھی کئی باتیں بیان فرمائی ہیں، جیسا کہ

> طالب علم کی جسمانی اور ذہنی استعداد کا لحاظ رکھا جائے تاکہ وہ ذہنی طور پر شریک ہو کر اپنی دلچسپی برقرار رکھ سکے کیونکہ علم کا فہم حاصل کرنے کی صلاحیت رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے لہٰذا سبق کو تھوڑا تھوڑا ذہن نشین کرایا جائے۔[23]

اسی طرح خلیل ابراہیم شبر کے نزدیک تدریس کے لئے انتخاب کیا گیا اسلوب طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق ہونا چاہئے تاکہ ان کی توجہ حاصل کی جاسکے اور ان کی سوچ کو متحرک بنایا جاسکے[24]۔ تدریس کے حوالہ سے علی بن محمد الماوردیؒ نے سیکھنے والوں کے لئے اسلوبِ سوال کی ترغیب پر بھی زور دیا ہے اور ان کا ماننا ہے کہ الجھن کو مناسب سوالات سے دور کیا جاسکتا ہے۔ تعلیمی طریقوں میں احمد بن علی الخطیب البغدادیؒ نے بھی مذکورہ اسلوب کو بیان کیا ہے۔ جبکہ بدر الدین بن جماعۃ نے بھی درس کے اختتام پر طلباء سے سوال کرنے کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ:

> سوال نہ کرنا علم کی راہ میں رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ ہے ایسے لوگ علم سے محروم رہتے ہیں۔ ابن خلدونؒ نے بھی اسلوبِ سوال اور مکالمہ کے ذریعے علم حاصل کرنے کی جانب توجہ دلائی ہے۔[25]

درس کے دوران استاد کو طرق تدریس کا لحاظ رکھنا انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے مگر اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ جس مضمون کی تدریس کی جارہی ہے معلّم بھی اس میں دلچسپی رکھتا ہو[26]۔ ورنہ مدرس تدریس کے فرائض بصورتِ احسن انجام نہیں دے سکتا۔

2. سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ Literature Review

تدریس اور اس کے مختلف اہم پہلوؤں پر وسیع لٹریچر موجود ہے۔ لیکن ہمارے زیر تحقیق عنوان قرآنی اور معاصر اسلوب سوال پر تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ ذیل میں چند مربوط مقالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے:

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

- **"قرآن اور اور جدید طریقہ ہائے تدریس کا تقابلی مطالعہ" مقالہ میں سعید الحق جدون نے اسلوبِ سوال کو اسلامی اور عصری تعلیم کا طریقہ قرار دیا ہے مگر تقابل کا ذکر نہیں کیا ہے۔**

- ماجد نواز ملک نے اپنے مقالہ **"قرآن مجید کے استفہامی اسلوب کے تعلیم وتربیت پر اثرات کا تجزیاتی مطالعہ"** میں اسلوبِ سوال کو تعلیم کا اہم ذریعہ قرار دیتے ہوئے قرآن کے استفہامی اسلوب کی حکمتوں کو بیان کیا ہے البتہ قرآن کے اسلوب استفہام کا معاصر طرز تدریس کے اسلوبِ سوال سے تقابل بیان نہیں کیا ہے۔

- قرآن کریم کے تعلیم و تعلّم کے اسلوب کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر سجاد علی رئیسی، ڈاکٹر حاجی کرم خان، ڈاکٹر رخسانہ بلوچ نے اپنے مقالہ **"قرآنی روش تعلیم و تعلّم اور عہد حاضر میں اس کی تحدیات"** میں قرآن کے استفہامیہ طریقہ تعلیم کو بیان کرتے ہوئے اس کو تعلیم و تدریس کے تمام مراحل میں قابل عمل قرار دیا ہے لیکن قرآن کے استفہامی اسلوب کا عصری تدریس میں اسلوبِ سوال کے ساتھ موازنہ پیش نہیں کیا ہے۔

- **"تدریس قرآن کریم کے قرآنی اسالیب"** میں منظور احمد شیخ نے قرآن کے اسلوب تدریس میں سوالیہ انداز کو بیان کیا ہے لیکن عصری تدریس کے اسلوبِ سوال سے تقابل نہیں کیا ہے۔

- **"اسلام میں حکمت تدریس: تحقیقی مطالعہ"** میں نبی کریم علیہ السلام کے تدریسی اصول بیان فرماتے ہوئے بحوالہ قرآن پاک اسلوبِ سوال کو نبی کریم ﷺ کے طریقہ تدریس میں بھی شمار کیا ہے البتہ معاصر طرز تدریس قرآن کے اسلوبِ سوال کا تقابل نہیں بیان کیا گیا۔

3. سابقہ تحقیق میں موجود خلا Research Gap

معاصر طرز تدریس میں اسلوبِ سوال اور قرآن کے استفہامی اسلوب پر ایسے مقالات اور کتب موجود ہیں جن میں زیر بحث موضوع سے متعلق جزوی طور پر مواد موجود ہے مگر قرآن اور معاصر طرز تدریس میں اسلوبِ سوال کے تقابلی مطالعہ پر کوئی تحقیق یا مربوط کتاب بساط بھر تلاش کے باوجود مقالہ نگاران کی نظر سے نہیں گزری۔ اس لیے ہم عصر طرز تدریس کو مؤثر بنانے کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر موضوع زیر تحقیق پر تحقیقی مقالہ جات اور تحقیقی مضامین لکھنے کی ضرورت ہے۔

4. اسلوبِ تحقیق Research Methodology

اس ریسرچ پیپر میں تحقیق کے تجزیاتی اور تقابلی اسلوب کو اپنایا گیا ہے۔ مقالہ کو نتائج تک پہنچنے کے لیے بنیادی مصادر سے استفادہ کرتے ہوئے ضرورت کے تحت ثانوی مصادر کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ تحقیق کی جدید ذرائع انٹرنیٹ، تحقیقی مقالہ جات اور رپورٹس سے بھی مدد لی گئی ہے۔ مصادر اور حوالہ جات کے لئے ریسرچ جرنل **"نبراس"** کے رائج طریقہ کار اور انداز کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

5. قرآنی طرزِ تدریس اور اسلوبِ سوال

تدریس ایک ایسا فن ہے جس میں معلّم کسی مضمون یا فن کا درس دینے کے لئے مختلف طریقوں کا استعمال کرتا ہے جیسے بحث مباحثہ، سوالات پوچھنا، کسی پروجیکٹ کی منصوبہ بندی یا کوئی ایسا مسئلہ بیان کرنا جو طلباء کو سوال کرنے یا سوچنے کی جانب مشغول کرتا ہو[27]۔ تاکہ اچھے طریقے سے تعلیمی ہدف کو حاصل کیا جاسکے[28]۔ ان اسالیب کی مدد سے وہ طلبہ کی عمر اور ذہنی سطح کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

اپنے علم کو ان تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

تدریس کے حوالہ سے جب ہم قرآنی انداز تدریس کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک تمام علوم کا منبع و محور ہونے کی حیثیت سے جس طرح دیگر شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے اسی طرح شعبہ تدریس اور اس کے مختلف لوازمات کے لئے بھی قواعد و ضوابط فراہم کرتا ہے جن کی پیروی کرتے ہوئے انسان اس میدان میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔مثلاً قرآن پاک کے اصول تدریس اور دعوت میں اور احکامات کی تنفیذ میں تدریج بھی ہے تاکہ انسان کو برائی چھوڑنے یا اچھائی کو اپنانے میں مشکل درپیش نہ ہو۔ قرآن کے نزول کے حوالہ سے ارشاد فرمایا گیا ہے:

"وَقُرۡءَانا فَرَقۡنَٰهُ لِتَقۡرَأَهُۥ عَلَى ٱلنَّاسِ عَلَىٰ مُكۡث وَنَزَّلۡنَٰهُ تَنزِيلا-"[29]

"اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے (حسب موقع) نازل کیا تا کہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو بتدریج نازل کیا ہے"۔

مذکورہ آیت کریمہ میں قرآن کے تدریجاً حکم نازل کرنے میں یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ آہستہ آہستہ آیات کی تلاوت کریں تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اور وہ غور و فکر کرتے ہوئے پوری طرح اس کے مفہوم و مطالب کو ذہن نشین کر سکیں۔ایسے ہی الفاظ کے بارے میں قرآن سادہ اور آسان کلمات کا درس دیتا ہے۔[30] اور تجربات[31]، تدریج[32]، حوصلہ افزائی[33]، ایجاز اور مکالمہ[34] کی وساطت سے بات کو بیان کرنے کا انداز بھی متعارف کراتا ہے۔اسی طرح جو شخص علم نہیں رکھتا یا کسی معاملہ میں متذبذب ہو تو ایسے شخص کے لئے اہل علم سے استفسار کرنے اور اپنی لاعلمی سوال کے ذریعہ ختم کرنے کی ترغیب بھی قرآن میں دی گئی ہے: جیسے کفار کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر اعتراض کرنے کے جواب میں اہل کتاب سے سوال کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ-"35

"اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (اہل کتاب) سے پوچھ لو۔"

مذکورہ بالا حوالہ آیت میں اہل ذکر سے مراد وہ لوگ ہیں جو آسمانی سابقہ کتب کا علم رکھتے تھے[36]۔ کفار کو ان سے سوال کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے کہ اگر تم کو اپنی جہالت کی بناء پر بشریت اور نبوت میں تفاوت نظر آتا ہے اور نبی ﷺ کی نبوت پر اس لئے اعتراض کر رہے ہو کہ ان کو انسانوں میں سے کیوں مبعوث کیا گیا ہے تو اہل کتاب سے پوچھ لو کہ سابقہ جتنے بھی نبی اور رسول بھیجے گئے ہیں وہ تمام انسانوں کی جنس سے ہی تھے[37]۔

اسی طرح دل کے اطمینان، ذہنی انتشار کو رفع کرنے اور یقین میں وسعت کی خاطر بھی سوال کیا جا سکتا ہے تاکہ ایمان مزید مستحکم ہو اور علم الیقین کے بعد عین الیقین بھی حاصل ہو جائے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی حالت کا مشاہدہ کرنے کے لئے رب العزت سے سوال کرتے ہوئے فرمایا:

"رَبِّ أَرِنِي كَيۡفَ تُحۡيِ ٱلۡمَوۡتَىٰۖ قَالَ أَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِي"[38]

"اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ اللہ نے فرمایا: کیا آپ کو یقین نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں مگر تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔"

اسی طرح حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے کی خاطر، دو متضاد چیزوں کے متعلق سوال کر کے رہنمائی کی جاسکتی ہے تاکہ مخاطب دونوں اشیاء کو سامنے رکھتے ہوئے درست فیصلہ کر سکے[39]۔

قرآن پاک میں غور و فکر کی ترغیب دیتے ہوئے[40]، سامعین کو متوجہ کرنے[41] اور شوق دلانے کی خاطر[42] بھی کئی مقامات پر اسلوبِ سوال اختیار کیا گیا ہے۔ ان قرآنی اسلوبِ سوال کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ متعلم کے علم کو مستحکم اور تذبذب کو دور کرنے، شوق اور غور و فکر کے لئے، اسی طرح درست اور غلط اشیاء کا نظریہ پیش کرنے کی خاطر دو متضاد چیزوں کو آمنے سامنے رکھتے ہوئے سوال کئے جاسکتے ہیں۔

جدید طریقہ تعلیم میں بھی سوال کو انتہائی اہمیت دی جاتی ہے اور طلبہ سے مختلف مقاصد کے پیش نظر سوالات کئے جاتے ہیں۔ معاصر طرز تدریس میں یہ روش عمومی طور پر سابقہ سبق کے ساتھ ربط قائم کرنے، سبق کے متعلق دلچسپی، غور و فکر کا جذبہ پیدا کرنے اور طلبہ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے سبق سے متعلقہ مشکل نکات سمجھانے اور ان کی قابلیت کا امتحان لینے کی غرض سے اختیار کی جاتی ہے[43] اور اس کے ذریعے سامعین کے اذہان میں معلومات کو مستحکم کرنے، حقیقت تک پہنچنے اور شوق بڑھانے میں بھی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔[44]

6. قرآن اور معاصر طرز تدریس میں اسلوب سوال کا تجزیاتی مطالعہ

قرآن اور معاصر طرز تدریس کے اسلوبِ سوال میں مقاصد کے اعتبار سے کئی مقامات پر اختلاف بھی پایا جاتا ہے اور اکثر مقامات پر ظاہری اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے کسی بھی معاشرے کی طرز تدریس میں غلطی پر تنبیہ کرنا ایک اہم جز کی حیثیت رکھتا ہے جو ہر کسی کے لئے اصلاح کی غرض سے ضروری بھی ہوتا ہے اس کو قرآنی اصطلاح میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن میں تدریسی اصولوں کی رعایت رکھتے ہوئے انہیں اسلوب سوال میں کس خوبصورتی سے پرویا اور سمویا گیا ہے۔ یہ آمدہ صفحات سے واضح ہو گا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لئے تنبیہ کے اسلوب میں کلام فرمایا ہے جیسے بنی اسرائیل کی دورنگی کو بیان کرتے ہوئے ان کے تورات کے ساتھ تعلق کو واضح کرنے کی خاطر اس اسلوب کو اختیار کیا گیا۔ چونکہ بنی اسرائیل کو تورات میں جو بات اچھی لگتی تھی اس کو تسلیم کر لیتے تھے اور جو بات ان پر گراں گزرتی تھی اس کا انکار کر دیتے تھے تو ان کی اس بات کو پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسلوبِ سوال کے ذریعہ انہیں یوں تنبیہ فرمائی:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ ٱلْكِتَٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ[45]

"کیا تم کتاب کے بعض حصہ پر ایمان لاتے ہو اور بعض حصہ کا کفر کرتے ہو؟"

اسی مقصد کے پیش نظر ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ ٱللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ ٱلْحَقِّ"[46]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

"کیا ابھی تک ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور حق کے لئے نرم ہو جائیں جو نازل ہو چکا ہے۔

معاشی حالات درست ہونے کے بعد کچھ لوگوں نے اعمال میں سستی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلوبِ سوال میں تنبیہ فرمائی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اصلاح کی غرض سے اسلوبِ سوال میں بھی تنبیہ کی جاسکتی ہے۔ معاصر طرز تدریس میں بھی طلبہ کی تعلیم وتربیت کی خاطر مختلف مواقع پر ایسے اسلوبِ سوال کو اختیار کیا جاتا ہے جیسے Home work نہ کرنے یا مکمل نہ کرنے کے موقع پر ڈانٹ ڈپٹ، جرمانہ عائد کرکے یا ملامت کرتے ہوئے مذکورہ اسلوب اپنایا جاتا ہے تا کہ آئندہ متعلم خبر دار رہے۔ اسی طرح اگر درخواست دیئے بغیر طالب علم سکول سے غیر حاضری کرے تو تنبیہ کی غرض سے مختلف سوال کئے جاتے ہیں جن سے مقصود آگاہ کرنا ہوتا ہے تا کہ دوبارہ غیر حاضری کی صورت میں پیشگی اطلاع دی جائے۔ اسی طرح سکول کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے یا لڑائی جھگڑا کرنے پر بھی زیر بحث اسلوب اختیار کیا جاتا ہے تا کہ سکول کے قوانین وضوابط کا لحاظ نہ رکھنے کی صورت میں مناسب طور پر اسلوبِ سوال کے ذریعہ ان کی اصلاح کی جائے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے پر خبر دار بھی کیا جاسکے۔

کسی کام کی جانب راغب ہونے کے بعد انسان اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انتہائی ذوق وشوق سے محنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جہاد پر آمادہ اور ان کے جذبات کو ابھارنے کی خاطر سوالیہ اسلوب کو بھی اختیار کیا ہے تا کہ اس کے ذریعے ان کو ترغیب دلائی جاسکے۔ مثلاً:

وَمَا لَكُمۡ لَا تُقَٰتِلُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلۡمُسۡتَضۡعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلۡوِلۡدَٰنِ ٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَخۡرِجۡنَا مِنۡ هَٰذِهِ ٱلۡقَرۡيَةِ ٱلظَّالِمِ أَهۡلُهَا وَٱجۡعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّٗا وَٱجۡعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا[47]

"اور (اے مسلمانوں!) تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے حالانکہ بعض کمزور مرد، عورتیں اور بچے دعا کر رہے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی کارساز بنادے اور کسی کو اپنے پاس سے ہمارا مددگار بنادے۔"

اس آیت مقدسہ میں اسلوبِ سوال اختیار فرماتے ہوئے مسلمانوں کو کفار سے جنگ کے لئے برانگیختہ کیا جارہا ہے[48] اور لڑائی کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو تا کہ دین اسلام غالب ہو اور جو مظلوم مسلمان کفار کے ہاتھوں بے بس ہیں ان کو خلاصی حاصل ہوسکے۔

معاصر طرز تدریس میں بھی طلبہ کی رغبت انتہائی ضروری ہے کیونکہ جب تک طالب علم کی دلچسپی نہیں ہوگی اس وقت تک کوئی اسلوب بھی کارآمد ثابت نہیں ہوسکتا۔ جبر وتشدد کے خوف سے کئے گئے کام میں طلباء کی پوری طرح آمادگی نہیں ہوتی لہذا مکمل طور پر اچھے نتائج اخذ نہیں کئے جاسکتے۔ جبکہ رغبت سے کئے گئے کام میں مکمل آمادگی ہونے کی وجہ سے اچھے نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے معاصر طرز تدریس میں طلباء کو سبق کی جانب آمادہ کرنے کی غرض سے اسلوبِ سوال بھی اختیار کیا جاتا ہے تا کہ طالب علم استاد کی بات کو دلچسپی سے سنتے ہوئے صحیح معنوں میں استفادہ حاصل کر سکے۔ اگر متعلم سبق کے لئے راغب نہیں ہوگا تو معلم کی تدریس کی ہر تدبیر رائیگاں

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

جائے گی۔ تدریس میں آمادگی کے محرکات بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر سلامت اللہ کہتے ہیں:

طلبہ کی ذہنی فعالی کی بیداری کی غرض سے جلدی سوال کرنا بھی ایک مفید عمل ہے لیکن سوالات اتنے تیزی سے بھی نہ کئے جائیں کہ ان کو سوچنے کا موقع ہی نہ ملے۔[49]

اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور عظمت کے متعلق آگاہی حاصل کرنے کا ایک اہم ترین ذریعہ اس کی تخلیق شدہ اشیاء میں تدبر کرنا بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کی بنائی ہوئی کائنات میں غور وفکر کر کے بھی اس کی معرفت حاصل کی جاسکتی ہے کیونکہ اس عالم کی ہر چیز اس کی وحدانیت پر دلالت کر رہی ہے۔ جس کے ضمن میں قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اسلوبِ سوال میں غور وخوض کی دعوت دی گئی ہے جیسے:

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ[50]

"(بھلا بتاؤ تو سہی) آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور تمہارے لیے آسمانوں سے پانی کس نے اتارا تو ہم نے اس سے بارونق باغات اگائے، تم میں یہ طاقت نہ تھی کہ تم ان (باغات) کے درخت اُگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (نہیں) بلکہ وہ لوگ راہ راست سے تجاوز کر رہے ہیں۔"

مذکورہ بالا حوالہ آیت میں غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پہلا سوال ہی اس جہاں کی تخلیق کے متعلق فرمایا کہ بتاؤ یہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں؟ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ بتاؤ آسمان سے تمہارے فائدے کی خاطر بارش کون برساتا ہے؟۔ جب اس تمام تخلیق میں مشرکین کے خود ساختہ معبودوں کا کوئی عمل دخل نہیں ہے تو نتیجہ کے طور پر ایک اور سوال فرمایا۔ پھر بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہٰ بھی ہے؟ غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر سوالیہ انداز میں فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا [51]

"تو کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔"

اس مقام پر قرآن پاک میں غور وفکر نہ کرنے والوں کو سرزنش کی جارہی ہے کہ اگر وہ اس لاریب کتاب میں تدبر کرتے تو حق ان پر واضح ہو جاتا۔[52]

معاصر طرز تدریس میں بھی طلبہ کی فکر کو ابھارنے کی خاطر فکری سوالات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ ان سوالات کا تعلق زیادہ تر سوچ و بچار کے ساتھ ہوتا ہے اس سے متعلم کی غور وخوض کی صلاحیت کو جلا ملتی ہے اور ان سوالوں کا جواب دینے کے لیے باریک بینی سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان سوالات میں کسی سوچ یا فکر کے صحیح، غلط ہونے پر بحث کی جاتی ہے اور اپنے نظریہ کو بیان کرتے ہوئے ذہن کا زیادہ استعمال کرنا پڑتا ہے اساتذہ کرام آسان سوالات کو بھی منطقی انداز میں مشکل بنا کر پیش کرتے ہیں جس سے طلبہ کی ذہنی آزمائش مقصود ہوتی ہے اور سبق کو آگے بڑھانے میں مدد ملتی ہے جیسے انسانی جسم میں سب سے چھوٹی ہڈیاں کہاں ہوتی ہیں؟ مزید یہ کہ ان سوالات کے ذریعے کسی آیت یا حدیث کی تشریح کے متعلق یا تاریخی واقعہ کا تجزیہ کرنے کو بھی کہا جاتا ہے: جیسے جنگ بدر کے اسباب بیان کریں، زکوۃ کے ذریعہ معاشرے میں ہونے والی ممکنہ تبدیلیوں کو قلم بند کریں، کائنات ارضی سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل پیش کریں۔ ایسے سوالات سے متعلم اس قابل ہو جاتا ہے کہ مستقبل میں آنے والے مسائل کا حل سوچ و بچار کے ذریعہ از خود تلاش کر سکے۔[53]

قرآن اور معاصر طرز تدریس میں بہت سے مشترکات کے باوجود ہمیں اسلوبِ سوال کے ضمن میں مقاصد کے اعتبار سے درج ذیل مختلفات بھی نظر آتے ہیں۔

چونکہ قرآن کریم انسان کی ہدایت کے لئے نازل ہوا[54]۔ اس لئے اس کے ہر حکم اور ہر اسلوب میں انسانوں کی اصلاح و نصیحت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی کلام کیا گیا ہے تاکہ وہ آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں قرآن پاک میں جس مقام پر بھی اسلوب سوال کو اختیار کیا گیا ہے وہاں معاصر طرز تدریس کی طرح محض مسؤل کی معلومات اور فہم کا امتحان لینا ہی مقصود نہیں ہے بلکہ موقع محل کی مناسبت سے کسی جہت میں انسانیت کی تربیت بھی مقصود ہوتی ہے جیسے سورہ الصف میں اہل ایمان کو رغبت دلانے کی خاطر ایک ایسی تجارت کی جانب سوالیہ انداز میں مخاطب کرتے ہوئے متوجہ کیا جا رہا ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے لئے نفع کا باعث ہو گی۔[55]

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ هَلۡ أَدُلُّكُمۡ عَلَىٰ تِجَٰرَة تُنجِيكُم مِّنۡ عَذَابٍ أَلِيم"[56]

"اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دے۔"

دنیا کی تجارت انسان کو بھوک، پیاس اور دیگر لوازمات سے محفوظ رکھتی ہے جبکہ اخروی تجارت کے ذریعہ لوگ دردناک عذاب سے نجات اور رب العزت کی رضا کو بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ مذکورہ آیت کریمہ میں اسلوبِ سوال اختیار کرتے ہوئے مومنین کو اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ترغیب دی جا رہی ہے۔ اس مقام پر سوالیہ انداز سے امتحان لینا مقصود نہیں ہے بلکہ لوگوں کے دلوں میں انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کا شوق پیدا کرنا اور اس کی جانب ترغیب دینا تھی۔

انسان کی اصلاح کی غرض سے جس طرح دیگر اسلوب اختیار کئے گئے ہیں اسی طرح بعض مقامات پر اسلوبِ سوال کے ذریعہ تخویف کرتے ہوئے بھی کلام کیا گیا ہے جیسے:

أَفَلَمۡ يَرَوۡاْ إِلَىٰ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِۚ إِن نَّشَأۡ نَخۡسِفۡ بِهِمُ ٱلۡأَرۡضَ أَوۡ نُسۡقِطۡ عَلَيۡهِمۡ كِسَفا مِّنَ ٱلسَّمَآءِۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَة لِّكُلِّ عَبۡد مُّنِيب[57]

"پس کیا انہوں نے ان چیزوں کی طرف نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے (پھیلی ہوئی) ہیں یعنی آسمان اور زمین اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ہم ان کے اوپر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں، بیشک اس میں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے نشانیاں ہیں۔"

اس مقام پر ترہیب کے اسلوب میں بتایا جا رہا ہے کہ اگر ان کو ڈھیل دی جا رہی ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قدرت کا تقاضا ہے کہ وہ ایسے نادان لوگوں کو بھی مہلت سے نوازتا ہے لیکن اگر وہ چاہے تو ان نعمتوں کو ہی تمہارے لئے عذاب بنا سکتا ہے اور یہ زمین جس پر تم تکبر سے چلتے ہو یہ ہی تم کو اپنے اندر نگل لے یا آسمان سے کوئی ٹکڑا تم پر آ گرے[58]۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں سوالیہ انداز میں بات کی گئی ہے لیکن کوئی آزمائش یا معلومات حاصل کرنا مطلوب نہیں ہے بلکہ منکرین کو روش تبدیل نہ کرنے کی صورت میں دنیا و آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا کیے جانے کی فہمائش مقصود ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر کسی حکم کے اقرار کے لئے بھی اسلوبِ سوال اختیار کیا ہے جیسے سورہ الاعراف میں انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے ایک وعدہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡۖ قَالُواْ بَلَىٰ شَهِدۡنَآ[59]

"کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ! ہم (اس پر) گواہی دیتے ہیں۔"

اس وقت تمام لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق تسلیم کیا اور پھر اسی فطرت پر ان کو دنیا میں اپنے وقتوں میں بھیجا گیا[60]۔ مذکورہ بالا آیت میں بھی سوال کرنے سے کوئی امتحان لینا مقصود نہیں تھا بلکہ تمام ارواح بنی آدم سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرانا تھا۔ جبکہ معاصر طرز تدریس میں مکتب کی سرگرمیوں کے متعلق مختلف مواقع پر طلباء سے اقرار کی خاطر سوال کئے جاتے ہیں جن میں تعلیمی ہدف کو پورا کرنے کی جانب ترغیب دی جاتی ہے جیسے کلاس میں اچھے نمبر حاصل نہ کرنے پر معلم طلباء سے استفسار کرتے ہیں کہ کیا اب بھی تم اپنی تعلیم پر توجہ نہیں دوگے ؟ کیا اب بھی لاپرواہی کا مظاہرہ کروگے ؟

7. سوال کے آداب

قرآن وحدیث میں جس طرح انسان کی تعلیم وتربیت کی خاطر سوال کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی طرح سائل کو سوال کے آداب بھی سکھائے گئے ہیں تاکہ وہ ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنا مسئلہ بیان کرے۔ درج ذیل میں قرآن و احادیث کی روشنی میں سوال کے آداب بیان کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَسۡـَٔلُواْ عَنۡ أَشۡيَآءَ إِن تُبۡدَ لَكُمۡ تَسُؤۡكُمۡ وَإِن تَسۡـَٔلُواْ عَنۡهَا حِينَ يُنَزَّلُ ٱلۡقُرۡءَانُ تُبۡدَ لَكُمۡ عَفَا ٱللَّهُ عَنۡهَاۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ حَلِيم[61]

"اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تم کو ناگوار ہوں، اور اگر تم ایسے وقت سوال کرو گے جب قرآن نازل کیا جارہا ہو تو وہ تم پر ظاہر کردی جائیں گی اللہ نے ان سے در گزر کیا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے۔"

جن سوالات میں نہ دینی نفع ہو اور ہی کوئی دنیوی غرض ہو تو ان سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح کے سوالات سے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مذکورہ بالا حوالہ آیت کریمہ میں بلاضرورت سوال سے منع کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کی علت بھی بیان کی گئی ہے

قرآن پاک کے جملہ اسالیب معاصر طرز تدریس کے طرق سے اس اعتبار سے بھی مختلف ہیں کہ عصری تعلیم وتعلم کے قوانین انسان کے تخلیق شدہ ہیں جن میں غلطی اور خامی کا اندیشہ ہر لحظہ باقی رہتا ہے جس سے آگاہی حاصل ہونے پر تبدیلی کی جاسکتی ہے مگر قرآن کا ایک ایک حرف اور انداز غلطی سے پاک ہے لہٰذا قرآنی تعلیمات ہر اعتبار سے قطعی اور یقینی ہیں جن میں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہیں ہے۔

اسی طرح قرآن اور معاصر طرز تدریس کے جملہ اسالیب میں تبدیلی کے اعتبار سے بھی اساسی فرق پایا جاتا ہے کہ کلام مجید ایک الہامی کتاب ہے اس میں بیان کئے گئے تمام اسلوب الہامی ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی تبدیلی سے بھی محفوظ ہیں جبکہ معاصر طرز تدریس میں بنائے گئے جملہ اسالیب کیونکہ انسانی اختراع ہیں لہذا ان میں کسی مصلحت کے تحت تبدیلی کا امکان باقی رہتا ہے۔ جیسے ماضی بعید میں صرف تفصیلی سوالات پیپر میں کئے جاتے تھے اور معروضی طرز کے سوالات نہیں ہوتے تھے مگر موجودہ زمانے میں ان کو اہمیت کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

8. استفہامیہ آغازِ تدریس

انسان کے لئے کسی بھی جائز کام کا بہترین آغاز یہ ہے کہ اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو کشتی میں سوار ہونے سے قبل تسمیہ پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔[62] اس حوالے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ سے بھی درس ملتا ہے۔[63] اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قرآن مجید کے مطالعہ سے واضح ہوتی ہے کہ بسم اللہ کے فوراً بعد قرآن کریم میں بسا اوقات مختلف وجوہات اور مقاصد کے پیش نظر مختلف موضوعات اور عنوانات پر کلام اور احکام کی ابتداء اسلوب سوال سے بھی کی گئی ہے۔ مثلاً، جب نبی پاک ﷺ نے لوگوں کو قیامت کی خبر دی تو مشرکین یوم جزاء کا انکار کرتے ہوئے آپس میں بطور تعجب سوال کر رہے تھے کہ کیا ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسلوبِ سوال سے جواب کا آغاز فرمایا۔

"عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ"[64]

"یہ لوگ کس چیز کے متعلق ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہیں؟"

اسی اسلوب میں سورۃ الفیل کا آغاز سوال سے کیا گیا۔[65] مذکورہ بالا آیت کریمہ کے ذیل میں صاحب تفسیر ضیا القرآن محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں "اس مقام پر تعجب اور حیرت کے لئے استفہامی انداز استعمال کیا گیا ہے یعنی اس واقعہ کا ہر پہلو انسان کو محو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔"[66]

اسی طرح سورۃ القارعہ میں بھی مذکورہ اسلوب اختیار فرمایا۔[67] جبکہ الحاقہ[68] میں قیامت کی عظمت اور ہولناکی بیان کرنے کی خاطر سوالیہ انداز اختیار کیا گیا ہے[69]۔ اسی طرح سورۃ الطارق، سورۃ القدر، سورۃ الماعون اور سورۃ فیل غیرہ میں بھی سورت کی ابتداء میں سوالیہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اس مقام پر اسلوبِ سوال اختیار کر کے لوگوں کو چوکنا کیا گیا ہے[70]۔ تاکہ مخاطبین پیش کی جانے والی خبر سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اس درج بالا مختصر بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کلاس میں بھی اساتذہ کرام سبق، امتحان وغیرہ کی اہمیت یا ان کی کارکردگی پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اسلوب استفہام میں بات کا آغاز کر کے درس کو موثر بنا سکتے ہیں۔ ایسے ہی کمرہ جماعت میں طلبہ کو اسلوبِ سوال سے متنبہ کرنا انتہائی نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ کلاس روم میں بھی تعلیم و تعلم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی خاطر استفہامی انداز استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ یہ ایک نفسیاتی تدبیر ہے کہ کسی خاص نکتہ کی عظمت و اہمیت کو نمایاں کرنے کے لئے اسلوبِ سوال کے ذریعہ سامعین کی توجہ حاصل کی جا سکتی ہے اور طلباء کو متجسس کرتے ہوئے سبق کے لئے ذہنی طور پر تیار کیا جا سکتا ہے[71]۔ اسی طرح بسا اوقات طلباء کی خلاف توقع کارکردگی کے حوالہ سے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے بھی اسلوبِ سوال میں کلام کیا جا سکتا ہے۔

8.1 آسان استفہامی انداز تدریس

مہذب انداز میں گفتگو کرنا انسان کے تشخص کو نمایاں کرتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر موقعہ پر بول چال میں آسانی اور اعتدال کو برقرار رکھا جائے۔ اسلامی تعلیمات میں جس طرح دیگر معاملات میں رہنمائی کی گئی ہے اسی طرح لوگوں سے محو گفتگو ہونے کے متعلق بھی ہدایات جاری فرمائی ہیں۔[72] اس ضمن میں استفہامیہ انداز میں بات سمجھانے کی خاطر قرآن کریم میں آسان اور عام فہم انداز بھی اختیار کیا گیا ہے تاکہ سامعین کو آسانی کے ساتھ بات سمجھائی جا سکے جیسے فرمایا:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى ٱلْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ، وَإِلَى ٱلسَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ، وَإِلَى ٱلْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَت ، وَإِلَى ٱلْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ[73]۔

"کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ وہ کیسے بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو کہ وہ کیسے غضب کئے گئے ہیں اور زمین کو کہ وہ کیسے پھیلائی گئی ہے۔"

مذکورہ بالا حوالہ آیات میں ان اشیاء کے متعلق آسان سوالات کئے گئے ہیں جن کا روز مرہ زندگی میں انسان اکثر مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔اسی طرح انسان کو سمجھانے کی غرض سے اس کی اپنی ذات اور ارد گرد کے ماحول اور اشیاء کے متعلق بھی سوال کیا جاسکتا ہے۔اس انداز کے ضمن میں سورۃ الواقعہ ہمیں بہت روشنی فراہم کرتی ہے:

ءَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ ٱلْخَٰلِقُونَ- أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ، ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ- أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِي تَشْرَبُونَ، ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ- أَفَرَءَيْتُمُ ٱلنَّارَ ٱلَّتِي تُورُونَ، ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنشِـُٔونَ"[74]

"کیا اس سے تم (انسان کی) تخلیق کرتے ہو یا ہم تخلیق کرنے والے ہیں؟ بھلا یہ بتاؤ کہ تم جو کچھ (بظاہر) کاشت کرتے ہو، اس کو (حقیقت میں) تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ بھلا بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو، کیا تم نے اس کو بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرنے والے ہیں؟ بھلا بتاؤ کہ جس آگ کو تم سلگاتے ہو کیا اس کے لئے درختوں کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟"

ان درج بالا آیات کے اسلوب سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ معاصر طرز تدریس میں معلم کو آسان، عام فہم اور قریب المشاہدہ اسلوب سوال اختیار کرنا چاہئے تاکہ اس اسلوب کی بدولت متعلم رہنمائی حاصل کر سکے۔

سورہ النمل میں بھی زمینوں و آسمان کی تخلیق اور آسمانوں سے پانی نازل کرنے اور زمین کے جائے قرار ہونے کے حوالے سے آسان سوال کئے گئے ہیں[75]۔ فریضہ تدریس کو قرآن وحدیث کے اسلوبِ سوال کو اپناتے ہوئے تدریس کو مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔

8.2 اصول تکرار و استفہامیہ اصول تکرار

قرآن پاک کے دعوتی اسالیب میں سے ایک اصول تکرار بھی ہے یعنی ایک ہی بات کو ذہن نشین کرانے کے لئے ایک ہی یا مختلف پیرائے میں کئی مرتبہ بیان کیا جائے تاکہ بات واضح اور ذہن نشین ہوسکے۔ جیسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے حکم کا واقعہ سورۃ بقرۃ 34: میں بیان کیا گیا ہے:

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ[76]

"اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا: آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔"

اسی طرح سورۃ اعراف[77]، الاسراء[78]، الکہف[79] اور طہ میں بھی قصہ آدم کا ذکر مختلف پیرائے میں کیا گیا ہے[80]۔ سورہ المرسلات میں بھی ایک ہی آیت (وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ[81])"اس دن تکذیب کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔" کو 10 مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔اس

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

کے علاوہ ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصول سوال اور تکرار کو اکٹھا بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں سورہ الرحمٰن اور سورۃ اٰل عمران سے یہ اصول واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔

اسی تکراری انداز کو سورۃ القیامۃ[82] میں بھی استفہامی اسلوب میں تکرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اسی استفہامیہ اسلوب سوال کو بذریعہ نبی کریم ﷺ سورۃ لقمان:31/ 25، سورۃ زمر:39/ 38اور سورۃ الزخرف:43/ 9-87 میں بھی تکرار سے بیان کیا گیاہے۔ اس ضمن میں سورہ یوسف:12/ 109، سورۃ الحج:22/ 46، سورۃ غافر:40/ 82، سورۃ محمد:47/ 10 میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ سوالیہ اسلوب میں تکرار کا استعمال فرمایا گیاہے۔ سورۃ القمر 54 میں اللہ تعالیٰ نے قرآن سے نصیحت حاصل کرنے کے حوالہ سے درج ذیل ایک ہی آیت کو 4 مرتبہ اسلوبِ سوال میں بیان فرمایا۔[83] جبکہ سورۃ بقرۃ[84] اور سورۃ الحدید[85] میں تکرار کے ساتھ اسلوبِ سوال کے استعمال کی کثرت ہمیں سورۃ الحج[86] اور سورۃ لقمان:[87] میں بھی نظر آتی ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی اصول تکرار اور اس کے خاص کر استفہامی اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے معاصر طرز تدریس میں بھی ایک ہی سوال کو ازروئے شفقت، نصیحت، ترغیب، مشاہدہ اور نتیجہ وغیرہ کے لئے اختیار جاسکتا ہے تاکہ طلباء اس کی ہر جہت کے حوالہ سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر سکیں۔ ایک ہی سوال کے متعلق بار بار بچوں سے لکھوانا اور گھر میں ایک ہی سبق کو متعدد مرتبہ پڑھنے کی تلقین کرنا اور سرپرستوں سے اس کی جانچ پرکھ کروانا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ نیز تکرار کی غرض سے کلاس میں طلبہ کو متفرق گروہوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے سے سوال کرنے اور جواب سننے کی ترغیب بھی دی جاسکتی ہے۔ پس اس اسلوب میں یاد کیا گیا سبق اگرچہ مشکل بھی ہو تو یاد کرنے اور رکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

8.3 استفہامیہ مثالوں کے ذریعے تدریس

قرآن پاک کے اصول تدریس میں مثالوں کے ذریعے بھی بات سمجھانا ہے۔ اس لئے بات کو قابل فہم بنانے کی خاطر مثالوں، تشبیہات اور استعارہ کا استعمال کرتے ہوئے تمثیلی روش بھی اختیار کی جاتی ہے۔ قرآن نے تمثیلی اسلوب میں سوالیہ انداز کو بھی اختیار کیا ہے ۔ مثلاً تعلیم وتربیت کی خاطر کسی مسلمان کی توہین، آبروریزی اور تحقیر کو اس انسان کا گوشت کھانے کی مثل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّاب رَّحِيم[88]

"کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کروگے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔"

سورۃ محمد[89] میں بھی قرآن پاک میں تمثیلی اور سوالیہ اسلوب کو اکٹھا استعمال کیا گیا ہے اسی طرح معاصر طرز تدریس میں بھی تعلیم وتربیت، صبر کی تلقین، محنت کرنے اور نہ کرنے والوں کے انجام وغیرہ کو بیان کرنے کے لئے تمثیلی اسلوب میں مسئلی انداز کو اختیار کیا جائے تو تدریس کو مزید موثر بنایا جاسکتا ہے۔

8.4 استفہام میں اصول اختصار

کلام میں فضول تکرار اور بے فائدہ طوالت سامعین کے لئے اکتاہٹ کا باعث ہوتا ہے اس لئے کم سے کم الفاظ میں مدّعا کو بیان کرنا، نہ صرف پُر تاثیر ہوتا ہے بلکہ سامعین کی توجہ حاصل کرنے کا اہم طریقہ بھی ہے ۔ قرآن کریم میں بھی اسی اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

متفرق مقامات پر مختصر جملوں میں وسیع مضامین کو بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح اصول اختصار کا انداز اپناتے ہوئے مختصر سوالات کے ذریعے بڑے بڑے مسائل بھی سمجھائے جاسکتے ہیں جیسے رب العزت نے اپنی تخلیق کے کچھ عجائبات کا ذکر کرتے ہوئے چند مختصر سوالات کے ذریعے مخاطب کو عقیدہ آخرت کے اقرار پر آمادہ کرنے کے لئے یہ مختصر اسلوب استفہامیہ انداز میں اختیار فرمایا:

أَلَمۡ نَجۡعَلِ ٱلۡأَرۡضَ مِهَٰدا وَٱلۡجِبَالَ أَوۡتَادا وَخَلَقۡنَٰكُمۡ أَزۡوَٰجاوَجَعَلۡنَا نَوۡمَكُمۡ سُبَاتا وَجَعَلۡنَا ٱلَّيۡلَ لِبَاساوَجَعَلۡنَا ٱلنَّهَارَ مَعَاشا وَبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعا شِدَادا[90]

"کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخیں اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا پیدا کیا اور ہم نے تمہاری نیند کو راحت بنایا اور ہم نے رات کو پردہ پوش بنایا اور ہم نے دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا اور ہم تمارے اوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے۔"

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ عام فہم، مختصر اور آسان سوالات کے ذریعہ لوگوں کو مخاطب کیا جائے تو کوئی بھی سلیم الفطرت انسان انکار نہیں کر سکتا۔ دو کرداروں کا اجمالاً ذکر کرتے ہوئے اسلوبِ سوال کے ذریعہ حقیقت کو واضح کیا جاسکتا ہے مثلاً سورۃ قلم میں اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کا ذکر کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں فرماتا ہے:

أَفَنَجۡعَلُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ كَٱلۡمُجۡرِمِينَ مَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُونَ أَمۡ لَكُمۡ كِتَٰب فِيهِ تَدۡرُسُونَ إِنَّ لَكُمۡ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ[91]

"کیا ہم اطاعت گزاروں کو نافرمانوں کی مثل کریں گے؟ تمھیں کیا ہوا! تم کیسی خبر سنا رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھ رہے ہو؟ کیا اس میں وہی تحریر ہے جس کو تم پسند کرتے ہو؟"

مختصر ترین سوالات کے ذریعہ غور و فکر کی دعوت کا یہ مختصر اسلوبِ سوال ہمیں سورۃ الواقعہ: 56/ 58 تا 63 میں بھی ملتا ہے۔ لہٰذا معاصر طرزِ تدریس میں مذکورہ اسلوب سے رہنمائی لیتے ہوئے طلباء سے اقرار پر آمادگی، غور و فکر وغیرہ کی خاطر مختصر اور عام فہم سوالات بھی کئے جاسکتے ہیں جو کم وقت میں موضوع کے متعلق زیادہ معلومات فراہم کرنے اور طلبہ کی صلاحیتوں سے آگاہی حاصل کرنے اور غور و فکر کا سامان فراہم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

8.5 استفہام اور اصول مشاہدہ

قرآن پاک جس طرح انسان کو زندگی کے ہر گوشے سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے اسی طرح رہنمائی حاصل کرنے کے طریقے بھی بیان فرماتا ہے ان میں سے مشاہدے اور مشق کے ذریعے علم و فہم حاصل کرنا بھی ہے۔ واقعہ ہابیل و قابیل میں اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کی خاطر کوے کے عمل کا مشاہدہ کرایا۔[92]

قرآن مجید میں اصول مشاہدہ کا استفہامیہ اسلوب بھی کئی جگہوں پر سامنے آتا ہے۔ مثلاً سورۃ النمل: 27 میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق اور آسمانوں سے پانی کے نازل ہونے کی جانب توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

أَمَّنۡ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآء فَأَنۢبَتۡنَا بِهِۦ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَة مَّا كَانَ لَكُمۡ أَن تُنۢبِتُواْ شَجَرَهَآۗ أَءِلَٰه مَّعَ ٱللَّهِۚ بَلۡ هُمۡ قَوۡم يَعۡدِلُونَ[93]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

"(بھلا بتاؤ تو سہی) آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور تمہارے لیے آسمانوں سے پانی کس نے اتارا تو ہم نے اس سے بارونق باغات اگائے، تم میں یہ طاقت نہ تھی کہ تم ان (باغات) کے درخت اُگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (نہیں) بلکہ وہ لوگ راہِ راست سے تجاوز کر رہے ہیں۔"

استفہامیہ اصول مشاہدہ کا انداز النمل:61-63، سورۃ ق:50/6، سورہ واقعہ:58-73، سورۃ ملک:67/19 میں بھی ملتا ہے۔ البقرۃ:260 سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے کے متعلق سوال مشاہدہ کی طلب میں تھا[94]۔ ان آیات کی روشنی میں ہمارے سامنے تدریس کے حوالوں سے کئی نکات واضح ہوتے ہیں۔ جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مشاہدے اور مشق سے انسان کسی مشکل سے مشکل چیز کو بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ جدید طریقہ تدریس میں بھی غور فکر، مشکلات میں اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی خاطر مدد طلب کرنے اور توجہ وغیرہ کے لئے مشق اور مشاہدے سے متعلقہ سوالیہ انداز اختیار کیا جائے تو تدریسی اصولوں کو مزید پر تاثیر بنایا جاسکتا ہے اور عملی تعلیم کو ترجیح دیتے ہوئے اس جانب رجحان بڑھایا جاسکتا ہے تاکہ طلباء میں تخلیقی اور سیکھنے کی صلاحیتوں کی مہارت پیدا کی جاسکے۔

8.6 اصول تدریج اور استفہام

انسان کے سمجھنے کی قوت میں اس اعتبار سے کمزوری پائی جاتی ہے کہ وہ ایک وقت میں کہی ہوئی بہت ساری باتوں کا فہم حاصل نہیں کر سکتا اس لئے ضروری ہے کہ درجہ بدرجہ کلام کیا جائے تاکہ وہ ہر بات سمجھ سکے۔ قرآن پاک کے اصول تدریس میں بھی یہ طریقہ شامل ہے کہ احکامات کو تدریجاً بیان کیا جاتا ہے۔[95]

حوالہ بالا آیت مقدسہ میں قرآن کے تدریجاً نزول کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ آہستہ آہستہ اس کی تلاوت کریں تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اور وہ غور وفکر کرتے ہوئے پوری طرح اس کے مفہوم و مطالب کو ذہن نشین کر سکیں۔ اس کو اور بھی زیادہ واضح انداز میں سورۃ الفرقان:25/32 میں بیان کیا گیا ہے۔

اصول تدریج میں استفامیہ انداز بھی اختیار کیا جاسکتا ہے تاکہ مخاطب بات کو اچھی طرح سمجھ سکے مثلاً سورہ الطور:52 میں مشرکین سے مختلف حوالوں سے تدریجاً سوال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ أَمْ خَلَقُوا۟ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ ٱلْمُصَيْطِرُونَ[96]

کیا وہ بغیر کسی سبب کے پیدا ہوگئے یا وہ خود خالق ہیں؟ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔ کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا وہی (ان پر) حاکم ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی ذات اور زمین و آسمان کی تخلیق اور پھر رب کے خزانوں کے متعلق تدریجاً سوالات فرمائے ہیں۔ انسان کے اردگرد عجائبات کے متعلق سوال کرتے ہوئے بھی تدریجی انداز اختیار کیا جاسکتا ہے جیسے سورۃ الغاشیہ:88 میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اونٹ پھر آسمان کی رفعت اور پھر پہاڑوں اور زمین کا ذکر کرتے ہوئے تدریجاً سوالات فرمائے ہیں۔[97] اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء:44 میں اسلام کے غلبہ تدریجی غلبہ کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

أَفَلَا يَرَوۡنَ أَنَّا نَأۡتِي ٱلۡأَرۡضَ نَنقُصُهَا مِنۡ أَطۡرَافِهَآۚ أَفَهُمُ ٱلۡغَٰلِبُونَ[98]

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم ان پر زمین کے کناروں کو کم کرتے چلے آ رہے ہیں، تو کیا یہ اب بھی غالب ہو سکتے ہیں؟

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اسلوبِ سوال اختیار کرتے ہوئے کفار کے غلبہ کو بتدریج ختم کرنے کا ذکر فرمایا اور اسلام کے تدریجاً غلبہ کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے[99]۔

مذکورہ بالا آیات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر غور و خوض کی خاطر احکامات کو تدریجاً نازل کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو عمل کرنے میں آسانی ہو۔ اس ضمن میں کئی آیات میں تدریجی سوالات کا اسلوب بھی نظر آتا ہے۔ مذکوہ حکمت عملی کو اپناتے ہوئے معاصر طرز تدریس میں بھی غور و فکر اور ترتیب کے ساتھ نصاب کی تکمیل کے لئے سوال کی روش میں تدریجی پہلو بھی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس اصول کے مطابق پڑھائے گئے سبق کو سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

8.7 استفہامیہ تحسین

طالب علم ہو یا کسی بھی شعبہ میں کام کرنے والا ملازم، اپنے کسی بھی کام کو اس وقت مزید احسن انداز میں سرانجام دے سکتا ہے جب اس کی رہنمائی کی ساتھ ساتھ حوصلہ افزائی بھی جائے۔ حوصلہ افزائی کا ایک انداز سائل کو سوالات کے جوابات دینا بھی ہے تاکہ وہ آئندہ بھی قابل فہم مسائل کے متعلق بلا جھجک استفسار کر سکے۔ جیسے سورہ بقرہ:2 میں پے درپے چاند، دعا، حرمت والے مہینے، شراب، یتیموں اور حیض کے حوالہ سے سوالات کئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے تفصیلاً جوابات مرحمت فرمائے[100]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے والے اہل ایمان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ان کو بتایا کہ ان کا رب ہر وقت ان کے قریب ہے جب بھی وہ اس کو پکاریں تو وہ جواب عطا فرماتا ہے[101]۔ یعنی اگر وہ شریعت کے معاملے میں متذبذب ہوں تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا۔[102]

مذکورہ بالا آیات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سائل کو اس کے سوال کا تسلی بخش جواب دینا بھی اس کی حوصلہ افزائی کا سبب بنا سکتا ہے۔ اسی طرح کلاس روم میں احسن کارکردگی، سوال کرنے اور درست جواب دینے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے تو یہ بات ان کے تعلیمی میدان اور زندگی کے دیگر معاملات میں بھی ترقی کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی طرح والدین کے سامنے بچوں کی تعریف کرنے یا کسی معزز شخصیت کو مہمان بنا کر طلبہ میں انعامات تقسیم کر کے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی جا سکتی ہے۔ مزید یہ کہ اس انداز سے متعلم میں جستجو اور نئی امنگ پیدا ہونے کے علاوہ اس کی قابلیت کو بھی جِلا ملتی ہے۔

8.8 استفہامیہ تدریسی سیر و سیاحت

سیر و تفریح کے ذریعے انسانی جسم اور ذہن ترو تازگی محسوس کرتے ہیں۔ یہ روش تعلیم و تعلم میں بھی معاون ثابت ہو سکتی ہے جیسے تاریخی مقامات کی سیر کرتے ہوئے ان کی تاریخی حیثیت جاننے کی کوشش کی جائے اور عبرت کے مقامات سے سبق حاصل کرتے ہوئے نصیحت حاصل کی جا سکتی ہے۔ قرآن پاک میں بھی متعدد آیات میں سیر کا حکم دیا گیا ہے جیسے سورہ انعام میں لوگوں کو کفار کا انجام دیکھنے کی خاطر سیر کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

قُلۡ سِيرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ ثُمَّ ٱنظُرُواْ كَيۡفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلۡمُكَذِّبِينَ[103]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

آپ کہئے کہ تم زمین میں گھومو، پھر و پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

استفہامی انداز میں بھی سیر و سیاحت کا حکم دیا جاسکتا ہے تا کہ مطلوبہ مقاصد کو حاصل کیا جاسکے جیسے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَفَلَمۡ يَسِيرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَيَنظُرُواْ كَيۡفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡ[104]

"کیا ان لوگوں نے زمین میں سفر نہیں کیا تو یہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے سوالیہ انداز میں فرمایا:

أَفَلَمۡ يَسِيرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَتَكُونَ لَهُمۡ قُلُوب يَعۡقِلُونَ بِهَآ أَوۡ ءَاذَان يَسۡمَعُونَ بِهَا[105]

"سو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہیں کیا کہ ان کے دل ایسے ہوتے جن سے یہ سمجھتے یا ان کے کان ایسے ہوتے جن سے یہ غور سے سنتے۔"

سورۃ غافر[106] اور سورۃ محمد میں بھی اسلوبِ سوال کے ذریعہ غور و تدبر اور عبرت حاصل کرنے کے لئے سیر و سیاحت کا حکم دیا گیا[107]۔

معاصر طرز تدریس میں سیر و سیاحت بھی تدریسی حکمت عملی کا اہم طریقہ ہے جس میں کئی جہات سے سوالات کرنے کا موقع ملتا ہے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے جغرافیائی، تاریخی اور اثرات کے حوالہ سے متعلم کے ذہن میں کئی سوالات جنم لیتے ہیں جو اسے تحقیق کی جانب راغب کرنے کا سبب بن سکتے ہیں اور یہ بات طلباء کو تفکر کی ایک نئی جہت بھی فراہم کرتی ہے۔اس حوالہ سے ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ

"متعلم کے لئے علم کی طلب میں مشائخ کی جانب سفر اختیار کرنا ضروری ہے اس سے علم وہدایت کی راہیں اس پر کھل جاتی ہیں"[108] علم کی طلب اور نیک لوگوں سے استفادہ کرنے کی خاطر سفر سے گریز نہیں کرنا چاہئے اگرچہ وہ دور دراز ہی کیوں نہ ہو۔[109]

8.9 اصول مکالمہ اور استفہام

مکالمہ کا طریقہ انتہائی پرکشش اور مؤثر ذریعہ تدریس و تعلیم ہے۔ایک اچھے مکالمے کی ضرورت و اہمیت انسان کی زندگی میں ہر وقت باقی رہتی ہے جس کے ذریعے بہت سے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی لوگوں کی افہام و تفہیم کی خاطر بعض مکالموں کو بیان کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے درمیان گائے ذبح کرنے کے متعلق مکالمہ پیش کیا گیا ہے۔[110]

مذکورہ اصول میں حضرت شعیب علیہ السلام[111]، حضرت ابراہیم علیہ السلام[112] اور حضرت یوسف علیہ اسلام کا قیدیوں سے مکالمے کا تذکرہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے[113] اور حضرت شعیب، حضرت ابراہیم اور حضرت یوسف علیہم السلام نے مذکورہ مکالموں میں اصول سوال کے ذریعے گفتگو فرمائی ہے۔ نیز مکالمہ کرتے وقت احسن اسلوب اختیار کرنے کی جانب بھی رہنمائی فرمائی گئی ہے[114] اسی طرح انتہائی نرم اور آسان اسلوب میں گفتگو کرے تا کہ مخاطبین کو حق کے راستے کی جانب مانوس کر سکے اور ایسے انداز سے بھی گریز کرے جس سے ان کے

دلوں میں نفرت پیدا ہو۔

اپنے دعویٰ کے اثبات اور مخاطب کے نظریہ کی تردید کے لئے دلائل دیتے ہوئے احسن اسلوب کے ساتھ استفہامیہ اصول مکالمہ میں بھی بات کی جاسکتی ہے۔ جیسے مشرکین کے عقائد کا رد کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ سے فرمایا:

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ قُلِ ٱللَّهُ ۖ وَإِنَّآ أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ قُل لَّا تُسْـَٔلُونَ عَمَّآ أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ[115]

"آپ کہئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمینوں سے کون رزق دیتا ہے؟ آپ کہئے کہ اللہ! (اے مشرکو!) بیشک ہم اور تم ہدایت پر ہیں یا کھلی ہوئی گمراہی میں! آپ کہئے اگر (بالفرض) ہم نے کوئی جرم کیا ہے (تو) اس کے متعلق تم سے سوال نہیں کیا جائے گا اور نہ تمہارے کرتوتوں کے متعلق ہم سے کوئی سوال کیا جائے گا۔"

مندرجہ بالا آیات مقدسہ میں اصول سوال کے ذریعے کافی حد تک مخالف کو نفسیاتی حوالہ سے پر سکون بنانے کی کوشش کی گئی ہے جس سے وہ قریب ہو کر تحمل سے بات کو سن سکتا ہے۔ ان کو سمجھایا جارہا ہے کہ "ہم دونوں فریقوں میں سے لامحالہ ایک ہدایت پر ہے اور دوسرا گمراہی پر" ان کو گمراہ کہہ کر مخاطب نہیں کیا گیا اور نہ وہ قریب آنے کے بجائے مزید دور ہو جاتے۔

مذکورہ بالا آیات کے مطالعہ سے بات معلوم ہوتی ہے کہ درس و تدریس میں افہام و تفہیم کی خاطر اور مخاطب کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اصول مکالمہ کا انداز اہمیت کا حامل ہے جس کی وساطت سے تعلیم میں دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے اور طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو بھی اجاگر کیا جاسکتا ہے اور ان کو مستقبل میں از خود مسائل کے حل کرنے کے لئے بھی مستعد کیا جاسکتا ہے۔

9. نتائج تحقیق

انسانی شخصیت کی تعمیر کے سلسلہ میں تعلیم و تربیت اور تدریس کو اہم ترین مقام حاصل ہے اس لئے تعلیمی افکار و نظریات کی ترویج کے لئے معلم کو تدریسی اسالیب اور اصولوں سے آگاہی نہایت ضروری ہے۔ اسی کے پیش نظر نظام تعلیم میں اسلوب تدریس کا اہم کردار ہوتا ہے۔ قرآنی اسالیب ہمہ جہت اور اس قدر وسعت کے حامل ہیں کہ قیامت تک کے انسانوں کی زندگی کے جملہ شعبہ جات میں رہنمائی فراہم کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ تعلیم و تعلم کے حوالہ سے قرآنی اسلوبِ سوال کی وسعت عصری اسلوبِ سوال سے کہیں زیادہ ہے اور وہ زیادہ ہمہ گیر، ہمہ پہلو، وسیع مقاصد اور اثرات کا حامل ہے۔ مروجہ تدریسی اصولوں سے قبل قرآن میں استفہامیہ انداز کی جس خوبصورتی اور وسعت کے ساتھ تدریسی موجودگی پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی جگہ الگ سے اہمیت کی حامل بات ہے۔ قرآن کریم میں اس اسلوب کو مختلف مقاصد کی خاطر استعمال کیا گیا ہے جیسے کبھی حکم میں سختی یا تنبیہ کی خاطر تو کہیں شفقت اور رغبت کی غرض سے اور کبھی کسی چیز سے مانوس کرنے کے لئے بھی طریقہ سوال کی روش اختیار کی گئی ہے۔ حکم کو مؤکد کرنے اور نعمت کی یاددہانی کی خاطر بھی زیر بحث اسلوب کو اپنایا گیا ہے۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی جانب توجہ مبذول کرانے یا حقائق بیان کرنے اور زجر کے لئے بھی استفہامی اسلوب کے ذریعہ کلام کیا گیا ہے۔

تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ معاصر طرز تدریس میں بھی اسلوبِ سوال کو اہم مقام حاصل ہے چونکہ یہ اسلوب توجہ حاصل کرنے، ذہنی انتشار کو رفع کرنے، دل کے اطمینان اور مستحکم یقین کے لئے بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح نئی معلومات اور علوم سے روشناس کرانے، دماغی قوت کو متحرک کرنے کے علاوہ تحقیق کی کئی راہیں کھولنے کا سبب بنتا ہے نیز تخلیقی، استدلالی، تنقیدی اور تفتیشی

استعداد میں بھی اضافہ کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ سوال کرنے سے فقط سائل کو ہی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ مسؤل، سامعین اور دیگر لوگ بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ عصری تدریسی اصولوں کے خاکہ تدریس Lesson planning میں دوران تدریس اساتذہ کرام مختلف مراحل میں طلباء سے کئی قسم کے سوالات کرتے ہیں تاکہ ان کی استعداد کا اندازہ لگایا جاسکے جیسے ربط قائم کرنے یا سابقہ معلومات کی آزمائش کی خاطر سبق کی ابتداء میں، درمیان اور سبق کے حوالہ سے طلبہ کی کارکردگی جاننے کے لئے آخر میں بھی سوال کئے جاتے ہیں۔ بسا اوقات مختصر اور تفصیلی سوالات کے ذریعہ بھی آزمائش کی جاتی ہے تاکہ معلومات کو اختصار اور تفصیل سے بیان کرنے کا ملکہ پیدا کیا جاسکے۔ طلباء کو اگلے درجات میں ترقی دینے اور مطالعہ کی وسعت کا اندازہ لگانے کی غرض سے کبھی معروضی اور انشائی سوالات سے بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔

ان حوالوں سے ہمیں قرآنی اسلوبِ سوال اور عصری اسلوب سوال میں مماثلت بھی نظر آتی ہے۔ جیسے قرآن پاک میں بات کو مضبوط کرنے ، حکم میں آمادگی اور ترغیب کی خاطر یا نافرمانی پر تنبیہ کے لئے اسلوبِ سوال میں کلام کیا جاتا ہے جس کے لئے کبھی ابتدائی، اختتامی، تقابلی، موضوعاتی اور معروضی سوالات بھی کئے جاتے ہیں۔ معاصر طرز تدریس میں بھی ان اصناف کے سوالات کئے جاتے ہیں، البتہ قرآن حکیم اور معاصر طرز تدریس کے "اسلوبِ سوال" میں مقاصد کے اعتبار سے تفاوت پایا جاتا ہے جیسے قرآن پاک میں عقائد کی اصلاح، عبادات کا حکم دینے یا آخرت کی تیاری کے سلسلہ میں ترہیب وترغیب وغیرہ کے لئے سوال کا اسلوب اپنایا گیا ہے اور اس میں انسان کی ہدایت ونجات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے جبکہ معاصر طرز تدریس میں اسے طلباء کی سابقہ معلومات کی آزمائش، تدریس کے دوران معلومات اخذ کرنے کا جائزہ اور اگلے درجات میں بھیجنے کی خاطر اختیار کیا جاتا ہے۔

10. سفارشات تحقیق

قرآن پاک کے اصول وضوابط ہر دور میں کسی قسم کی بھی غلطی یا ردوبدل سے پاک ہیں لیکن معاصر طرز تدریس میں انسانی اختراع کی وجہ سے ہمیشہ غلطی، ردوبدل اور بہتری کا امکان رہتا ہے۔ لہٰذا معاصر طرز تدریس کو قرآنی اصول وضوابط سے رہنمائی لیتے ہوئے مزید مؤثر بنانے کے سلسلہ میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1. قرآن پاک کے عملی اصول جیسے نرمی، آسانی اور سہولت وغیرہ کو اسلوبِ سوال میں بھی لاگو کیا جائے تاکہ تدریس کے حقیقی مقاصد تک رسائی حاصل کی جاسکے۔
2. جوبات تاکید کے ذریعے کی جائے طلباء اسے زیادہ توجہ سے سنتے ہیں اس لئے کمرہ جماعت میں کبھی کبھار اسلوبِ سوال میں تاکیدی انداز بھی اختیار کیا جائے۔
3. سوال کا حق صرف استاد تک ہی مقید نہ کیا جائے بلکہ طلباء کو بھی سوال کرنے کی ترغیب دی جائے تاکہ وہ قابل فہم نکات کے متعلق پوچھ سکیں۔
4. کلاس میں ہونے والے سوالات کے لیے ضروری ہے کہ وہ سبق اور اس کے اطراف وجوانب کے متعلق ہوں تاکہ ان سے سبق کا اعادہ بھی ہوسکے اور معلومات میں وسعت بھی پیدا ہو۔
5. سوال مختصر اور جامع ہونا چاہئے تاکہ الفاظ یاد رہیں اور جواب دینے میں آسانی ہو۔
6. بوقت ضرورت اسلوبِ سوال میں زجر وتوبیخ کو بھی مناسب انداز میں اختیار کیا جائے چونکہ بسا اوقات یہ انداز بھی انتہائی کار آمد ثابت ہوتا ہے۔ اساتذہ کو طلباء کے اسلوبِ سوال کے عقلی استدلال کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

1 القرآن،2:30-34

Al-Qur'an, 2:30-34

2 سعد علی زایر، ایمان اسماعیل عایز، مناہج اللغۃ العربیۃ وطرائق تدریسھا، عمان: دار صفاء للنشر والتوزیع، 1435ھ، ص57

Saad ali Zayir, Iman ismail ayiz, Mnahij ul Lught ul Arbia wa traiq Tadreesoha ,Amman , Dar ul Safa linashur wa atuzi, 1435 H, P. 57

3 احمد مختار، المعجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، 1429ھ، ج1، ص738

Ahmad Mukhtaãr, Al-Mujam al-Lught ul-Arabiyãh al-Mudamadinã , Alam al-Kitãb, 1429 H, vol.1,p 738

4 ایضاً

Ibid

5 فیروز الدین، "درس"، فیروز اللغات اردو، ص658

Fêrozuddin,"Daras", Feroz Al-Lughat Urdu, 658

6 عبد المجید ناسخ، انسٹرکشنل ٹیکنالوجی، لاہور: یوسف مختار، س ن م، ص114-115

Abdul Majeed Naskh, Instrumental Technology,Lahore: Yusuf Mukhtãr, Sun., p114, 115.

7 احمد مختار، المعجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، ج2، ص852

Ahmad Mukhtãr, Al-Maãjam al-Laghat al-Arabiyã al-Mudamadinã, Alam al-Kitab, vol2, p852

8 القرآن،20:17

Al-Qur'an, 17:20

9 حسین بن مسعود بغوی، معالم التنزیل، دار طیبہ، 1417ء، ج5، ص268

Hussain bin Masoud Baghwi, Maãlam al-Tanzil (Dar Tayyabã, 1417 AD), vol.5,p 268

10 القرآن،39:36

Al-Qur'an, 36:39

11 القرآن،94:01

Al-Qur'an, 01:94

12 القرآن،27:60

Al-Qur'an, 60:27

13 القرآن،52:35

Al-Qur'an, 35:52

14 القرآن،94:01

Al-Qur'an, 01:94

15 القرآن،77:14

Al-Qur'an, 14:77

16 القرآن،8:33

Al-Qur'an, 8:33

17 القرآن،83:19

Al-Qur'an, 19:83

18 القرآن،06:95

Al-Qur'an, 95:06

19 القرآن،07:65

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

Al-Qur'an, 65:07

20 محمد بن ایدمر المستعصمی، الدر الفرید وبیت القصید، لبنان: دار الکتب العلمیہ، 1436ھ، ج4، ص129

Muhammad bin Idmãr al-Mustasami, Al-Dur al-Farid and Bayt al-Qãsid, Lebanon: Dar al-Kitãb al-Ulmiyã, 1436 H,vol.4,p 129.

21 محمد یاسین آرائیں، اسلام بطور ضابطہ حیات، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2006ء، ص651-652

Muhammad Yãsin Arãin, Islam as a Code of Life ,Islamabad: Allamã Iqbal Open University, 2006,p 651-652

22 سعد علی زایر، ایمان اسماعیل عایز، مناہج اللغۃ العربیۃ وطرائق تدریسھا، ص236

Saad Ali Zãir, Iman Ismail Aiz, Manahij al-Laghat al-Arabiyã and Tariq pedagogy, p 236.

23 عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون، تاریخ ابن خلدون، بیروت: دار الفکر، 1401ھ، ج1، ص735

Abd al-Rahmãn bin Muhammad bin Khaldun, Tarikh Ibn e Khaldun (Beirut: Dãr al-Fikr, 1401 AH), vol.1p 735

24 خلیل ابراہیم شبر، اساسیات التدریس، ص174

Khalil Ibrahim Shabar, Asasiyat al-Tudrês, p 174

25 احمد بن عبد الفتاح، السوال فی القرآن الکریم واثرہ فی التربیۃ والتعلیم، ص259-261

Ahmad Ibn Abdul Fattãh, Questions in the Noble Qur'an and Wastrah in Al-Tarbiyyãh and Education, p 259-261.

26 امیر الدین مہر، اسلامیات اور اس کی تدریس، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1990ء، ص211

Amêruddin Mehr, Islamiat and its teaching (Islamabad: Allamã Iqbal Open University, 1990),p 211

27 سعد علی زایر، ایمان اسماعیل عایز، مناہج اللغۃ العربیۃ وطرائق تدریسھا، ص227

Saad Ali Zair, Iman Ismail Aý az, Methods of Teaching Arabic Language,p 227

28 محمد محمود الحیلہ، مہارات التدریس الصفی، ص172

Hamad Mahmud al-Hãila, Maharat al-Tudris al-Safi, p 172

29 القرآن، 17:106

Al-Qur'an, 106:17

30 القرآن، 185:2

Al-Qur'an, 185:2

31 القرآن، 31:5

Al-Qur'an, 31:5

32 القرآن، 106:17

Al-Qur'an, 106:17

33 القرآن، 48:18

Al-Qur'an,18:48

34 القرآن، 71،2:67

Al-Qur'an, 67—71:2

35 القرآن، 43:16

Al-Qur'an, 16:43

36 محمد ثناء اللہ، تفسیر مظہری، ج5، ص342

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

Muhammad Sanãullah, Tafseer Mazhari, vol. 5, p 342

37 عثانی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج:5، ص344

Osmani, Muhammad Shafi, Maãrif al-Qur'an, vol. 5, p 344

38 القرآن،260:2

Al-Qur'an, 260:2

39 القرآن،13:16

Al-Qur'an, 16:13

40 القرآن،27:60

Al-Qur'an, 60:27

41 القرآن،78:1

Al-Qur'an, 01:78

42 القرآن،60:10

Al-Qur'an, 10:60

43 عزیزاللہ شیرانی، **اردودرس وتدریس**، ص190

Azizullah Shirãni, Urdu Teaching and Teaching, p 190.

44 محمد عطیہ الابراشی، روح التربیہ والتعلیم، ترجمہ: رئیس احمد جعفر، ص344

Muhammad Atiyã Al-Abrãshi, Ruh al-Tarbiyyãh wa al-Talim, Translation: Rãis Ahmad Jafar, p 344.

45 القرآن،85:2

Al-Qur'an, 2:85

46 القرآن،16:57

Al-Qur'an, 57:16

47 القرآن،75:4

Al-Qur'an, 4:75

48 محمد بن احمد، تفسیر قرطبی، ج5، ص279

Muhammad bin Ahmad, Tafseer Qurtubi, vol,5, p 279

49 سلامت اللہ، ہم کیسے پڑھائیں، ص110۔

Salãmat Allah, how should we teach,p 110.

50 القرآن،60:27

Al-Qur'an, 27:60

51 القرآن،24:47

Al-Qur'an 47:24

52 محمد ثناءاللہ مظہری، تفسیر مظہری، ج8، ص435

Muhammad Sanãullah Mazhari, Tafseer Mazhari, vol.8 , p 435

53 ابتسام موسیٰ الزوینی،اسالیب التدریس قدیمہا. رقم الحدیث69

Ibtisam Musa al-Zawaini, Asalib al-Tadris Qadiha. Hadith No: 69

54 القرآن،185:2

Al-Qur'an, 2:185

55 عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی، تیسیر الکریم الرحمٰن، س ن م،1420ھ، ص860

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

Abd al-Rahmãn bin Nasir Saadi, Taysir al-Karim al-Rahman ,N.M., 1420 H, p 860

56 القرآن،10:61
Al-Qur'an, 61:10

57 القرآن،9:34
Al-Qur'an, 34:9

58 عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج7، ص256
Osmani, Muhammad Shafi, Maãrif al-Qur'an,vol. 7,p 256.

59 القرآن،172:7
Al-Qur'an, 7:172

60 اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج3، ص500
Ismail bin Umar bin Kathir, Tafseer Ibn Kathir,vol. 3,p 500.

61 القرآن،101:5
Al-Qur'an, 5:101

62 القرآن،11:41
Al-Qur'an, 41:11

63 القرآن،27:30
Al-Qur'an, 30:27

64 القرآن،1:78
Al-Qur'an, 78:1

65 القرآن،105:1
Al-Qur'an, 1:105

66 محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1400ھ، ج5، ص3468
Muhammad Karam Shãh Al-Azhari, Zia-ul-Qur'an ,Lahore: Zia-ul-Qur'an Publications, 1400 H, vol.5, p 3459

67 القرآن،101:1،2
Al-Qur'an, 1-2:101

68 القران،69:1،2
Al-Qur'an, 1-2:69

69 محمد ثناء اللہ، تفسیر مظہری، ج10، ص48
Muhammad Sanãullah, Tafseer Mazhari, vol.10, p 48

70 محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج5، ص3435
Muhammad Karam Shãh Al-Azhari, Zia-ul-Qur'an,vol.5,p 3435

71 ریاض احمد، ڈاکٹر، اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، ص105۔
Riyaz Ahmed, Dr, Modern Methods and Requirements of Urdu Teaching,p 105.

72 القرآن،2:83
Al-Qur'an, 83:2

73 القرآن،17-20:88
Al-Qur'an, 88:17-20

74 القرآن،71-72:56

Al-Qur'an, 56:71-72

75 القرآن،60-61:27

Al-Qur'an, 27:60-61

76 القرآن،34:2

Al-Qur'an, 2:34

77 القرآن،7:11

Al-Qur'an, 11:7

78 القرآن،17:61

Al-Qur'an, 61:17

79 القرآن،18:50

Al-Qur'an, 50:18

80 القرآن،116:20

Al-Qur'an, 20:116

81 القرآن،15:77

Al-Qur'an, 77:15

82 القرآن،75:36

Al-Qur'an,36:75

83 القرآن،17,22,32,40:54

Al-Qur'an,54:17,22,32,40

84 القرآن،245:2

Al-Qur'an,2:245

85 القرآن،11:57

Al-Qur'an,57:11

86 القرآن،22:65

Al-Qur'an,65:22

87 القرآن،31:20

Al-Qur'an,20:31

88 القرآن،12:49

Al-Qur'an,49:12

89 القرآن،15:47

Al-Qur'an,47:15

90 القرآن،6-7:78

Al-Qur'an,78: 6-7

91 القرآن، 35,38:68

Al-Qur'an, 68:35,38

92 القرآن،5:31

Qur'an, 31:5

93 القرآن،60:27

Al-Qur'an, 27:60

94 محمد بن احمد، تفسیر قرطبی، قاہرۃ: دار الکتب المصریہ،1384ھ،ج3،ص297

Muhammad bin Ahmad, Tafsir al-Qurtubi, Cairo, Dar ulKitab alMasriý a,1384 H,vol.3,p 297

95 القرآن،17:106

Al-Qur'an, 106:17

96 القرآن،35-37:52

Al-Qur'an, 52:35-37

97 القرآن،17,20:88

Al-Qur'an, 88:17,20

98 القرآن،44:21

Al-Qur'an, 21:44

99 مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، لاہور: فلک شیر پرنٹر، ابراہیم روڈ،1430ھ،ج5،ص151

Maulanã Amin Ahsan Islãhi, Tadbar al-Qur'an (Lahore: Fulk Sher Printer, Ibrahim Road, 1430 H, vol.5, p 151

100 میاں محمد جمیل، فہم القرآن,لاہور: ابوہریرۃ اکیڈمی،2006ء،ص335

Mian Muhammad Jameel, Understanding the Qur'an ,Lahore: Abu Hurairah Academy, 2006,p 335

101 القرآن،186:2

Al-Qur'an, 2:186

102 امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، لاہور: فاران فاؤنڈیشن،2009ء،ج1،ص455

Amin Ahsan Islãhi, Tadbar al-Qur'an ,vol.1,p 455.

103 القرآن،11:6

Al-Qur'an, 6:11

104 القران،12:109

Al-Qur'an, 109:12

105 القرآن،46:22

Al-Qur'an, 22:46

106 القرآن،40:82

Al-Qur'an, 82:40

107 القرآن،47:10

Al-Qur'an, 10:47

108 عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون، تاریخ ابن خلدون، بیروت: دار الفکر،1401ھ،ج1،ص745

Abd al-Rahmãn bin Muhammad bin Khaldun, Tarikh Ibn Khaldun, Beirut: Dar al-Fikr, 1401 H, vol.1, p 745.

109 احمد بن عبد الفتاح صلیمی، السوال فی القرآن الکریم واثرہ فی التربیۃ والتعلیم، مدینہ منورہ: الجامعہ الاسلامیہ،1421ھ،ص271

Ahmad Bin Abd al-Fattah Salimi, As-Sawaal fi al-Qur'an al-Kareem wa Ithrah fi al-Tarbiyyah and Education, Madinah Munawarah: Al-Jamia Al-Islamiyya, 1421 H,p 271.

110 القرآن،2:71،67

Al-Qur'an, 2:67،71

111 القرآن،11:84

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 01- 27

Al-Qur'an, 84:11

112 القرآن،21:52

Al-Qur'an, 52:21

113 القرآن،36:12

Al-Qur'an, 12:36

114 القرآن،125:16

Al-Qur'an, 16:125

115 القرآن،24،25:34

Al-Qur'an, 34:24,25